خطبہ جمعہ

یہ محض اللہ کا احسان ہے کہ ہم فوج درفوج لوگوں کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہونے کے نمونے دیکھتے ہیں۔ اس وقت اپنی بڑائی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنی چاہئے اوراستغفار کرنا چاہئے

"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم .اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ" کوایک وِرد کے طور پر پڑھنا چاہئے

قرآنی آیات، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے سبّوحیت کے مضمون کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ ۹؍نومبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۹؍نبوت ۱۳۸۰ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله—

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم— بسم الله الرحمٰن الرحيم —

الحمدلله رب العٰلمين — الرحمٰن الرحيم — مٰلك يوم الدين — إياك نعبد و إياك نستعين —

اهدنا الصراط المستقيم — صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين—

خداتعالیٰ کی صفت سبوحیت کے متعلق ایک مضمون جاری تھا جو درمیان میں تحریک جدید والا خطبہ تھا اس میں رزاقیت کی صفت پہ مضمون شروع کر دیا گیا تھا چونکہ رزاق کی نسبت تھی اس بات سے کہ جو خدا کی راہ میں رزق خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں کمی نہیں آنے دیتا۔ تو اب دوبارہ شروع سے سبوحیت کا وہ حصہ پیش کر رہا ہوں جو پچھلے سے پچھلے خطبہ میں بیان ہونے سے رہ گیا تھا۔

پہلی آیت سورۃ النمل کی نویں آیت ہے ﴿فَلَمَّا جَآءَ هَا نُوْدِيَ اَنْ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا. فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ پس جب وہ اس کے پاس آیا تو نِدا دی گئی کہ برکت دیا گیا ہے جو اس آگ میں ہے اور وہ بھی جو اس کے اردگرد ہے۔ اور پاک ہے اللہ تمام جہانوں کا ربّ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس میں بہت ہی عارفانہ نکات پیش فرمائے ہیں۔ یہ بعض علماء کا خیال ہے کہ آگ میں اللہ تعالیٰ تھا تو اللہ تعالیٰ تو آگ میں نہیں تھا کیونکہ فرمایا ہے ﴿ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ﴾ کہ جو آگ میں ہے وہ برکت دیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو تو برکت نہیں دیتا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر یہ ہے: "جب موسیٰ آیا تو پکارا گیا کہ برکت دیا گیا ہے جو آگ میں ہے اور جو آگ کے گرد ہے اور اللہ تعالیٰ پاک ہے تجسّم سے اور تحیّز سے اور وہ ربّ ہے تمام عالموں کا۔ اب دیکھئے! اِس آیت میں صاف فرمادیا کہ جو آگ میں ہے اور جو اس کے گرد میں ہے، اُس کو برکت دی گئی اور خداتعالیٰ نے پکار کر اُس کو برکت دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ آگ میں وہ چیز تھی جس نے برکت پائی نہ کہ برکت دینے والا۔ وہ تو نُوْدِيَ کے لفظ میں آپ اشارہ فرمارہا ہے کہ اُس نے آگ کے اندر اور گرد کو برکت دی۔ اِس سے ثابت ہوا کہ آگ میں خدا نہیں تھا اور نہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے بلکہ اللہ جلشانہٗ اس وہم کا خود دوسری آیت میں ازالہ فرماتا ہے۔﴿ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ یعنی خداتعالیٰ اس حلول اور نزول سے پاک ہے وہ ہر ایک چیز کا ربّ ہے۔(جنگ مقدس۔ صفحہ ۲۰۔ ۲۲/مئی ۱۸۹۳ء)

اب سورۃ الزمر کی ۶۸ویں آیت ہے﴿وَمَا قَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾۔ اور انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کا حق تھا اور قیامت کے دن زمین تمام تر اُسی کے قبضہ میں ہو گی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

تو یہ آیت بھی اللہ تعالیٰ کی عظمت کا بیان اور سبوحیت کا بیان کرتی ہے۔ اس کے علاوہ داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے سے مراد کیا ہے؟ داہنے ہاتھ سے مراد طاقت کا ہاتھ ہے اور اس میں لپٹے ہوئے کا مطلب یہ ہے کہ زمین و آسمان سارے ہی اس میں لپیٹے جائیں گے۔ تو اب جو سائنس دانوں نے تحقیق کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ زمین و آسمان، بلیک ہول میں جانے سے پہلے ان کی صف لپیٹ دی جائے گی اور وہ کلیۃً گویا خداتعالیٰ کی قدرت کے ہاتھ میں دائیں طرف لپیٹے گئے ہیں۔ اس کی تفصیلات میں پہلے بیان کر چکا ہوں یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"﴿وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ﴾ دنیا کے فنا کرنے کے وقت خداتعالیٰ آسمانوں کو اپنے داہنے ہاتھ سے لپیٹ لے گا۔ اب دیکھو کہ اگر شَقُّ السَّمٰوٰتِ سے درحقیقت پھاڑنا مراد لیا جائے تو ﴿مَطْوِيّٰتٌ﴾ کا لفظ اُس سے مغائر اور منافی ماننا پڑے گا کیونکہ اس میں پھاڑنے کا کہیں ذکر نہیں، صرف لپیٹنے کا ذکر ہے"۔(آئینہ کمالات اسلام۔ صفحہ ۱۵۲۔ حاشیہ در حاشیہ)

سورۃ الزخرف آیات ۱۳ تا ۱۵:﴿وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ. لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ. وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾۔ اور وہ جس نے ہر قسم کے جوڑے بنائے اور تمہارے لئے قسم قسم کی کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سواری کرتے ہو۔ تاکہ تم انکی پیٹھوں پر جَم کر بیٹھ سکو۔ پھر جب تم ان پر اچھی طرح قرار پکڑ لو تو اپنے ربّ کی نعمت کا تذکرہ کرو اور کہو پاک ہے وہ جس نے اسے ہمارے لئے مسخر کیا اور ہم اسے زیرنگیں کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اور یقیناً ہم اپنے ربّ کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

یہ جو دعا ہے یہ سفر سے پہلے ضرور کرنی چاہئے۔ ہمارا تجربہ ہے کہ اس سے خداتعالیٰ کے فضل سے بہت فائدہ پہنچتا ہے اور بوسنیا ہمارے جو قافلے جایا کرتے تھے اُن کو مَیں یہی نصیحت کیا کرتا تھا کہ جانے سے پہلے یہ دعا کریں اور سفر کے دوران بھی اپنے لئے یہ دعا کرتے رہیں تو انہوں نے واپسی پر کئی معجزانہ واقعات بیان فرمائے کہ کس طرح بظاہر وہ جہاز ایک تباہ ہونے والا تھا مگر اس سے خداتعالیٰ نے ان کو بچالیا اور دوسرے جہاز میں سفر کی توفیق عطا فرمائی۔ غرضیکہ اسی قسم کے بہت سے واقعات وہ بیان کرتے رہے ہیں اور میرا اپنا ذاتی تجربہ یہی ہے کہ سفر سے پہلے یہ دعا ضرور کرنی چاہئے خواہ وہ کار کا سفر ہو خواہ وہ جہاز کا سفر ہو۔

اس سلسلہ میں ایک حدیث ہے۔ حضرت علی بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میری موجودگی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایک جانور لایا گیا۔ جب آپؓ نے اُس کی رکاب میں پاؤں رکھا تو تین بار ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ پڑھی۔ پھر جب پوری طرح سوار ہو گئے تو ﴿اَلْحَمْدُلِلّٰهِ﴾ کہا۔ پھر یہ دعا پڑھی ﴿سُبْحَانَ الَّذِی سَخَّرَلَنَا هٰذا وَمَاكُنَّالَهٗ مُقْرِنِيْنَ. وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ کہ پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے لئے مسخر کر دیا ورنہ ہم اسے زیرنگین نہ کر سکتے تھے اور ہم یقیناً اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ پھر آپؓ نے تین بار ﴿اَلْحَمْدُلِلّٰه﴾ اور تین بار ﴿اَللّٰهُ اَكْبَر﴾ پڑھا۔ اور (ساتھ ہی یہ دعا پڑھی کہ) پاک ہے تُو (اے اللہ!)

یقیناً مَیں نے اپنے اوپر ظلم کیا، پس تُو مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں۔ پھر آپؓ ہنسے۔ اس پر مَیں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! آپؓ کس بات پر ہنسے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا: جیسے مَیں نے کیا ہے اُسی طرح مَیں نے آنحضرت ﷺ کو بھی کرتے ہوئے دیکھا ہے اور آپؐ بھی ہنسے تھے۔ آپؐ کے ہنسنے پر مَیں نے پوچھا تھا کہ اے اللہ کے رسول! آپؐ کس بات پر ہنسے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا تھا کہ یقیناً تیرا ربّ اپنے بندے پر تعجب کرتا ہے، جب بندہ کہتا ہے کہ اے میرے ربّ میرے گناہ بخش دے کیونکہ تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں"۔(ترمذی۔ کتاب الدعوات)۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو اس کی بخشش کے لئے اور توبہ کرتے ہوئے اس کے سامنے جھکنا بہت پسند آتا ہے۔ اس بات پر آنحضرت ﷺ بھی ہنسے اور مَیں بھی جب یہ پڑھتا ہوں تو ہمیشہ وہ یاد آجاتا ہے اور مَیں بھی ہنستا ہوں۔

ایک آیت ہے سورۃ الفتح کی دسویں آیت ﴿لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾ تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کیا کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے آکر یہ کہہ کر نماز شروع کی۔ اَللّٰهُ اَكْبَر كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَاَصِيْلًا۔ یعنی اللہ سب سے بڑا ہے اور سب تعریفیں اسی کے لئے ہیں اور اس کی ذات پاک ہے صبح بھی اور شام بھی۔ نماز کے بعد رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ: "یہ کلمے خدا کو ایسے پیارے لگے کہ آسمان کے دروازے ان کے لئے وا کر دئے گئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مَیں ہمیشہ یہ کلمے نماز میں دہراتا ہوں"۔(مسلم، ترمذی، نسائی)۔ بعض صحابہ ذرا اونچی آواز سے پڑھا کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ کو اس کی آواز آجایا کرتی تھی اور جو پسند فرمایا کرتے تھے تو اس پر نماز کے بعد اپنی پسند کا اظہار بھی فرمادیتے تھے۔

ایک حدیث ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسراء کی رات مَیں ابراہیمؑ سے ملا تو آپؑ نے کہا: اے محمد! اپنی امّت کو میرا اسلام پہنچانا اور انہیں بتانا کہ جنت کی زمین بہت طیّب ہے اور اس کا پانی بہت شیریں ہے اور اس کے پودے"۔ اب یہ جو پانی اور زمین شیریں ہونا اور طیّب ہونا یہ سارے خداتعالیٰ کے فضل کے ساتھ اصطلاحات ہیں جن کے ظاہری معنی نہیں لئے جاسکتے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے رؤیا میں، اس کشفی حالت میں آنحضرت ﷺ سے بیان کیا کہ اس کا پانی بہت شیریں ہے اس کے پودے سُبْحَانَ اللّٰه وَالْحَمْدُلِلّٰه وَلَآاِلٰه اِلّا هُو وَاللّٰه اكبَر ہیں۔(ترمذی۔ کتاب الدعوات)۔ تو یہ سب ان کو پودے بیان فرمایا گیا ہے تو خداتعالیٰ کی حمد و صفات کا بیان کرنا ہی جنت کے شیریں پھل ہونگے جس کا اس وقت ہمیں شعور نہیں ہے۔

ایک سورۃ الطّور کی انچاسویں آیت ہے: ﴿وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ﴾۔ اور اپنے رب کی خاطر صبر کر یقیناً تُو ہماری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر جب تُو اٹھتا ہے۔

صحیح بخاری کتاب الفتن میں یہ روایت ہے۔ ھند بنت الحارث روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ایک رات رسول کریم ﷺ ڈر کر جاگ اٹھے۔ آپؐ کہہ رہے تھے: سُبْحَانَ اللّٰه، اللہ نے کیا ہی خزانے نازل فرمائے ہیں اور کیا ہی فتنے نازل فرمائے ہیں۔ کون ہے جو حُجرے والیوں کو بیدار کرے، آپؐ کی مراد آپؐ کی بیویاں تھیں تاکہ وہ اُٹھ کر نماز پڑھیں۔ کتنے ہی ایسے ہیں جو اس دنیا میں تو لباس پہنے ہوئے ہیں مگر آخرت میں ننگے ہوں گے"۔(بخاری۔ کتاب الفتن)

ایک مسلم کتاب السلام سے یہ حدیث لی گئی ہے۔ امّ المومنین حضرت صفیہؓ بنت حُیَیّ بن اَخطب بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے جبکہ ایک رات مَیں آپؐ سے ملنے کے لئے حاضر ہوئی۔ مَیں نے آپؐ سے کچھ باتیں کیں، پھر واپس آنے کے لئے اُٹھی تو آپؐ بھی میرے ساتھ ہوگئے تاکہ مجھے واپس چھوڑ آئیں۔ حضرت صفیہؓ کا گھر دار اُسامہ بن زید میں ہوا کرتا تھا جو مسجد سے کچھ فاصلہ پر تھا۔ انصار میں سے دو آدمی ہمارے قریب سے گزرے۔ جب انہوں نے رسول کریم ﷺ کو دیکھا تو انہوں نے تیز تیز چلنا شروع کر دیا۔ اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ذرا ٹھہرو، یہ صفیہ بنت حیَیّ ہے۔ اُن دونوں نے عرض کیا: سبحان اللہ! یا رسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا: شیطان انسان کی رگوں میں ایسے دوڑتا ہے جیسے خون دوڑتا ہے۔ مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں شیطان تمہارے دلوں میں کوئی شر نہ ڈال دے۔(مسلم، کتاب السلام)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"تسبیح کیا ہوتی ہے؟ سورۃ بقرہ کے ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی زبان سے بتایا ہے ﴿نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ﴾ (بقرہ:۳۱) قرآن شریف میں جہاں تسبیح کا لفظ آیا ہے وہاں کچھ ایسے احسان اور انعام مخلوق پر ظاہر کئے ہیں جن سے حمد الٰہی ظاہر ہوتی ہے۔ اور ان احسانات اور انعامات پر غور کرنے کے بعد بے اختیار ہو کر انسان حمد الٰہی کرنے کے لئے اپنے دل میں جوش پاتا ہے۔ ہمارے پاک سید و مولیٰ رسول اللہ ﷺ کے لئے فرمایا ہے ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى﴾ (بنی اسرائیل:۲)۔ اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوتا ہے ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ (الاعلیٰ:۲) غرض جہاں جہاں ذکر آیا ہے خداتعالیٰ کے محامد، بزرگیاں اور عجیب شان کا تذکرہ ہوتا ہے۔ تو اس سورۃ کو جو ﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ﴾ سے شروع فرمایا گیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محامد اور انعامات اور احسانات اور فضلِ عظیم کا تذکرہ یہاں بھی موجود ہے۔ ہر چیز جو زمین و آسمان میں ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے۔ یہ ایک بدیہی اور صاف مسئلہ ہے۔ نادان دہریہ یا حقائق الاشیاء سے ناواقف سوفسطائی اس راز کو نہ سمجھ سکے تو یہ امر دیگر ہے مگر مشاہدہ بتا رہا ہے کہ کس طرح پر ذرّہ ذرّہ خداتعالیٰ کی تقدیس اور تسبیح بیان کر رہا ہے۔ دیکھو ایک کو جو زمین سے نکلتی ہے بلکہ مَیں اس کو وسیع کر کے یوں کہہ سکتا ہوں کہ وہ پتا جو بول و براز سے نکلتا ہے کیسا صاف اور شفاف ہوتا ہے"۔ "پتا جو بول و براز سے نکلتا ہے" سے مراد صرف یہ ہے کہ جو گندہ ہے جس کو ہم پنجابی میں رُوڑی کہتے ہیں تو اس میں بول و براز اور گندگی ملی ہوئی ہوتی ہے۔ لیکن جب اس میں سے پتا پھوٹتا ہے کوئی تو نہایت شفاف ہوتا ہے، اس میں گندگی کا ایک ذرّہ بھی شامل نہیں ہوتا۔

"کیا کوئی وہم و گمان کر سکتا تھا کہ اس گندگی میں سے اس قسم کا لہلہاتا ہوا سبزہ جو آنکھوں کو طراوت دیتا ہے، نکل سکتا ہے۔ اس پتہ کی صفائی نزاکت اور لطافت خود اس امر کی زبردست دلیل اور شہادت ہے کہ وہ اپنے خالق کی تسبیح کرتا ہے۔ اس طرح پر ذرا اور بلند نظری سے کام لو اور دیکھو کہ

انسان کے جس قدر عمدہ کام ہیں وہ روشنی میں کرتا ہے"۔ یعنی انسان تو روشنی میں عمدہ کام کرتا ہے یعنی اپنے گناہوں کو تو راتوں کے اندھیروں میں چھپالیتا ہے اور دن کی روشنی میں اپنی نیکیاں ظاہر کرتا ہے اور عمدہ کام کرتا ہے۔ "مگر اللہ تعالیٰ کے جتنے عجائبات ہیں وہ سب پردہ میں ہوتے ہیں"۔ خدا تعالیٰ کو اس دکھانے کی کوئی ضرورت نہیں وہ اندھیروں میں اپنے عجائبات دکھاتا چلا جاتا ہے۔ "اور پھر کیسے صاف، کیسے دل خوش کن اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے والے ہوتے ہیں۔ ایک انار کے دانہ کو دیکھو۔ کیسے انتظام اور خوبی کے ساتھ بنایا گیا ہے۔ کیا وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح نہیں کرتا؟ اسی طرح آسمان اور آسمان کے عجائبات اور اجرام کو دیکھو۔ نیچر کے عجائبات سے ناواقف تو عجائبات نیچر کی ناواقفیت کی وجہ سے یہ کہہ دیتا ہے کہ فلاں امر خلافِ نیچر ہے۔ مگر میرا یقین یہ ہے کہ جس جس قدر سائنس اور دوسرے علوم ترقی کرتے جائیں گے اسی قدر اسلام کے عجائبات اور قرآن شریف کے حقائق اور معارف زیادہ روشن اور درخشاں ہوں گے اور خدا کی تسبیح ہوگی۔ غرض یہ سچی بات ہے کہ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے۔ ہر ایک ذرّہ گواہی دیتا ہے کہ وہ خالق ہے اور اسی کی ربوبیت اور حیات اور قیّومیت کے باعث ہر چیز کی حیات اور قائمی ہے۔ اسی کی حفاظت سے محفوظ ہے"۔

(حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۸۲۔۸۳)

اب سورۃ الحدید کی دوسری آیت ہے۔ ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾۔ اور جب میں دوسری آیت کہتا ہوں تو پہلی آیت ہمیشہ ہم بسم اللہ شمار کرتے ہیں اس لئے بظاہر وہ پہلی آیت نظر آتی ہے مگر حقیقت میں وہ دوسری آیت ہے۔ ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ کامل غلبہ والا اور صاحب حکمت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"جو چیز نئی دنیا میں آتی ہے کیسی پاکیزگی اپنے ساتھ لاتی ہے۔ جب یہ پتّے گرے تھے کیسی خراب شکل تھی"۔ (جس درخت کے نیچے کھڑے ہو کر درس دے رہے تھے اس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا تھا) "جب نئے پتے نکلتے ہیں کیسے بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ اروڑیوں پر کیسا گند ہوتا ہے مگر وہاں بھی جو پتہ نکلتا ہے کیسا صاف ہوتا ہے۔ بارش کا پانی برستا ہے کیسا صاف ہوتا ہے۔ ماں کے پیٹ سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے کیسا مصفّی اور بے عیب ہوتا ہے۔ نہ مشرک ہوتا ہے نہ بے ایمان ہوتا ہے۔ بھینسوں اور کتیوں کے چھوٹے بچوں میں جو خوبصورتی پائی جاتی ہے وہ بڑوں میں نہیں پائی جاتی۔ اگر یہ آنکھیں نہ ہوں، کیسی دقّت ہو۔ کان سے کیسی باتیں سنتے ہیں۔ زبان سے کیسی پاک باتیں نکلتی ہیں۔ خدا کے یہاں سے سب چیزیں پاک آتی ہیں۔ سَبَّحَ لِلّٰهِ، ہر چیز اللہ کی پاکیزگی بیان کر رہی ہے۔

(بدر ۱۵؍مئی ۱۹۱۲ء صفحہ ۲۷)

اب سورۃ التغابن کی آیت نمبر ۲ ہے ﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾۔ اللہ ہی کی تسبیح کر رہا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی سب حمد ہے اور وہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ یعنی آسمان کے لوگ بھی پاکی سے یاد کرتے ہیں اور زمین کے لوگ بھی۔ اس آیت میں اشارہ فرمایا"۔ اب یہ بہت ہی گہرا معرفت کا نکتہ بیان فرما رہے ہیں۔ "اس آیت میں اشارہ فرمایا کہ آسمانی اجرام میں آبادی ہے اور وہ لوگ بھی پابند خدا کی ہدایتوں کے ہیں"۔ ﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آسمان میں دوسری جگہ بھی مخلوقات ہیں اور وہ سارے اجرام فلکی میں آباد بھی ہیں۔ وہ سب خدا کی ہدایتوں کے پابند ہیں۔

﴿قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ قَالُوْا سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنَّا كُنَّا ظَالِمِيْنَ﴾ ان میں سے بہترین شخص نے کہا کیا میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا پاک ہے ہمارا رب یقیناً ہم ہی ظالم تھے۔

اب سورۃ الاعلیٰ جس کی جمعہ کی نماز میں پہلی رکعت میں تلاوت ہوتی ہے اس میں سے آیات ۲ تا ۶ ہیں: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى. الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدٰى. وَالَّذِيْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى. فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى﴾۔ اپنے بزرگ و بالا ربّ کے نام کا ہر عیب سے پاک ہونا بیان کر۔ جس نے پیدا کیا پھر ٹھیک ٹھاک کیا۔ اور جس نے (عناصر کو) ترکیب دی پھر ہدایت دی۔ اور جس نے زندگی کی حفاظت کے لئے سبزہ نکالا۔ پھر اسے (ناقدروں کے لئے) سیاہ کوڑا کرکٹ بنا دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"سَبِّحْ۔ پاکی بیان کر۔ شرک وغیرہ کے عیوب سے اس کی تنزیہہ کر۔ آیہ شریفہ میں اللہ تعالیٰ کی تین صفات کا ذکر ہے۔ سبوحیت، ربوبیت اور علوّشان۔ اس کے ماتحت پیغمبر ﷺ کے لئے تین پیشگوئیاں تھیں جو بڑی صفائی سے پوری ہوئیں۔ آپ جنون، افتراء وغیرہ عیوب سے پاک تسلیم کئے گئے۔ آپ کی ربوبیت مکی زندگی کی ادنیٰ حالت سے يَوْمًا فَيَوْمًا بڑھتی گئی اور اعلیٰ ترین مقام پر یہاں تک پہنچائی گئی کہ ﴿وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا﴾ کہ آپ نے اپنی آنکھوں سے فوج در فوج لوگوں کو اسلام میں داخل ہوتے دیکھا"۔ (حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۳۶۵)

اب اسی سورۃ کی طرف اشارہ ہے اس کی آیات ۲ تا ۴ ہیں۔ ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا. فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾ جب اللہ کی مدد اور فتح آئے گی۔ اور تُو لوگوں کو دیکھے گا کہ وہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں۔ پس اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ (اس کی) تسبیح کر اور اُس سے مغفرت مانگ۔ یقیناً وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

پس الحمدللہ کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ کے قدموں کی خیرات ہم بھی یہ مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ فوج درج فوج لوگ پچھلے سال بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہوئے تھے اور امسال بھی خدا کے فضل سے یہی توقع رکھتے ہیں کہ کثرت کے ساتھ لوگ داخل ہونگے۔ اس وقت اپنی بڑائی نہیں، اللہ کی بڑائی کرنی چاہئے اور استغفار کرنا چاہئے۔ استغفار دو معنوں میں کرنا چاہئے ایک تو یہ کہ وہ لوگ جو نئے اسلام میں داخل ہونگے وہ اپنے ساتھ بہت سی برائیاں اور بدیاں بھی لے کے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے شر سے محفوظ رکھے اور دوسرا اس معنے میں کہ آپ کی بدیاں، بیماریاں دیکھ کر وہ لوگ جو اسلام میں جوش کے ساتھ، شوق کے ساتھ داخل ہوئے ہونگے وہ بد نمونہ پکڑ کے کہیں مرتد یا بے ایمان نہ ہو جائیں۔ یا حیران نہ ہوں کہ یہ کس قسم کے مسلمان کہلانے والے لوگ ہیں یعنی جن کے نمونہ سے ہمیں نقصان پہنچ رہا ہے۔ پس دو طرح سے استغفار بہت ضروری ہے اور یہی سمجھنا چاہئے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہم فوج در فوج لوگوں کے داخل ہونے کے نمونے دیکھتے ہیں، اپنی بڑائی نہیں بلکہ اللہ کی بڑائی کرنی چاہئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اس ضمن میں فرماتے ہیں:

"فَسَبِّحْ، پس تسبیح کر، پس پاکی بیان کر۔ اَلتَّسْبِيْحُ هُوَ التَّطْهِيْرُ۔ تسبیح پاکیزگی اور طہارت کو کہتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ اس سے مراد خانہ کعبہ کی تطہیر ہے کیونکہ کفار نے اس میں بُت رکھے ہوئے تھے اور فتح مکہ کا یہ نتیجہ تھا کہ تمام بُت وہاں سے نکال دیئے گئے۔ اور اس کے گھر کو خدا تعالیٰ کی اس عبادت کے واسطے خاص کیا گیا جس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس کی بنا کی تھی۔ خدا تعالیٰ کے برگزیدے جب اپنے رب کے حضور میں کوئی اخلاص کا کام کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ اس کو ہرگز ضائع نہیں کرتا بلکہ ابراہیم علیہ السلام والبرکات نے جنگل بیابان کے درمیان جہاں جہاں آدمی چھوڑ چرند پرند بھی نہ ملتا تھا جب خدا کے حکم کے مطابق اپنی بیوی اور بچہ کو چھوڑا اور بعد میں خدا تعالیٰ کی عبادت کے واسطے اس جگہ گھر بنایا تو خدا تعالیٰ نے اس جگہ ایک شہر آباد کر دیا اور بالآخر جب کفار نے اس گھر میں بتوں کا ٹھکانہ بنایا تو محمدؐ جیسے پاک دل کو اس گھر کے مطہر

دل میں شرک رکھتے ہوئے خانہ کعبہ جاتے ہونگے۔ وہ سوائے اللہ کے کسی کو علم نہیں ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ نے بھی یہی استنباط فرمایاہے کہ ظاہری طور پر مشرکوں کو روکا نہیں گیاکہ وہ خانہ کعبہ کا طواف کریں بلکہ صرف ان کو مشرکانہ عادات اور اخلاق کے ساتھ خانہ کعبہ کے طواف سے روکا گیاہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نکتہ بیان فرمایاہے کہ یہ جو سورۃ ہے کہ خداتعالیٰ کی طرف سے نصرت و تائید ملے گی یہ زمانہ وفات میں نازل ہوئی تھی یعنی رسول کریم ﷺ کی وفات کازمانہ قریب تھا مگر "اس میں اللہ تعالیٰ زور دے کر اپنی نصرت اور تائید اور تکمیل مقاصدِ دین کی خبر یتاہے کہ اَب تُو اے نبی خدا کی تسبیح کر اور تحمید کر اور خدا سے مغفرت چاہ۔ وہ توّاب ہے۔ اِس موقع پر مغفرت کاذکر کرنا، یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اَب کام تبلیغ کاختم ہو گیا۔ خدا سے دعا کر کہ اگر خدمت تبلیغ کے دقائق میں کوئی فروگذاشت ہوئی ہو تو خدا اُس کو بخش دے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ۔ حصہ پنجم۔ صفحہ ۱۰۷۔۱۰۸)

اب کام تبلیغ کا تواب بھی جاری ہے اور رسول کریم ﷺ کے غلاموں کا یہ فرض ہے کہ وہ تبلیغ کاکام کریں۔ مگر تبلیغ کاکام کردینے کے بعد پھر دعا کامقام باقی رہ جاتاہے۔ پس یہ خیال کرلیناکہ ہم اپنے تبلیغ کے زور سے لوگوں کو تبدیل کردیں گے بالکل غلط ہے۔ جو تبلیغ کرنے والا دعا سے غافل ہو جاتاہے اس کی تبلیغ میں کوڑی کا بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ پس تبلیغ کرنے والے یہ نکتہ یاد رکھیں کہ جس کو تبلیغ کریں اس کے لئے گہرے دل سے، دل کی گہرائی سے دعا کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ خود اس کو ہدایت دے۔

اب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات مَیں آپ کے سامنے رکھتاہوں۔

"سُبْحَانَ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَ تَعَالیٰ زَادَ مَجْدَکَ. یَنْقَطِعُ اٰبَآءُ کَ وَیُبْدَءُ مِنْکَ"۔ سب پاکیاں خدا کے لئے ہیں جو نہایت برکت والا اور عالی ذات ہے۔ اس نے تیرے مجد کو زیادہ کیا، تیرے آباء کا نام اور ذکر منقطع ہو جائے گا یعنی بطور مستقل ان کانام بھی نہیں رہے گا اور خدا تجھ سے ابتداء شرف اور مجد کا کرے گا۔ (تذکرہ صفحہ ٦٧)

اب یہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس وقت ہوا جبکہ آپ کے خاندان کے افراد ستّر (٧٠) کی تعداد میں تھے اور یہ خیال بھی نہیں کیا جاسکتا تھا کہ یہ سارے لاولد مر جائیں گے یا ان کی اولاد در اولاد بھی لاولد مرتی چلی جائے گی۔ سوائے اس کے کہ جس نے آپ کو سچا ماننا ہو وہ بچ جائے گا۔ یہ استثناء صرف ان لوگوں کے حق میں تھا جس نے مسیح موعودؑ کو ماننا تھا۔ پس دو جگہ یہ استثناء پورا ہوا۔ اور اب دیکھ لو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کو ساری دنیا میں اللہ تعالیٰ نے پھیلادیاہے اور وہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منکرین تھے، آپ کے خاندان کے لوگ، ان کانام و نشان تک مٹ گیاہے۔ کوئی ان کاذکر بھی نہیں کرتا کہ وہ کون تھے، کس جگہ جامرے، کہاں دفن ہوئے، کسی کو کوئی خبر نہیں ان کی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام آپ کی سچائی کی عظیم دلیل ہے۔

"اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ. وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَتْرُکَکَ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ. سُبْحَانَ اللّٰہِ اَنْتَ وَقَارُہٗ. فَکَیْفَ یَتْرُکَکَ. اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ فَاخْتَرْنِیْ. قُلْ رَّبِّ اِنِّی اخْتَرْتُکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ۔ مَیں اُس کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلّت چاہتاہے اور مَیں اُس کو مدد دوں گا جو تیری مدد کرتا ہے۔ اور خدا ایسا نہیں جو تجھے چھوڑ دے جب تک وہ پاک اور پلید میں فرق نہ کرلے۔ خدا ہر ایک عیب سے پاک ہے اور تُو اُس کا وقار ہے۔ پس وہ تجھے کیونکر چھوڑ دے۔ مَیں ہی خدا ہوں۔ تُو سراسر میرے لئے ہو جا۔ تُو کہہ اے میرے ربّ! مَیں نے تجھے ہر چیز پر اختیار کیا۔" (تذکرہ صفحہ ۳۹۰۔۳۹۱)

پھر ۱۹۰۳ء کا الہام ہے۔ "وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ. سُبْحَانَہٗ وَتَعَالیٰ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَیَقُوْلُوْنَ لَسْتَ مُرْسَلًا. قُلْ عِنْدِیْ شَھَادَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ فَھَلْ اَنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ. اَنْتَ وَجِیْہٌ فِیْ حَضْرَتِیْ. اِخْتَرْتُکَ لِنَفْسِیْ۔ اور جن لوگوں نے ظلم کیاہے، وہ عنقریب جان لیں گے کہ وہ کس طرف پھیرے جائیں گے۔ خدا اُن تہمتوں سے پاک اور برتر ہے جو اُس پر لگا رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تُو خدا کی طرف سے بھیجا ہوا نہیں۔ اُن کو کہہ دے کہ خدا کی میرے پاس گواہی موجود ہے۔ پس کیا تم ایمان لاتے ہو۔ تُو میری درگاہ میں وجیہہ ہے اور مَیں نے اپنے لئے تجھے چُن لیاہے"۔

(تذکرہ۔ صفحہ ۴۸۸ اور ۴۰۱)

"سَبَّحَکَ اللّٰہُ وَوَافَاکَ خدا ترا از عیوب منزّہ کرد و با تو موافقت کرد"۔ کہ اللہ تجھے عیوب سے منزہ کردے گا اور خدا نے تجھے عیوب سے منزہ کردیاہے اور تیرے ساتھ موافقت کرتاہے۔ خدا نے ہر ایک عیب سے تجھے پاک کیا اور تجھ سے موافقت کی۔ (تذکرہ صفحہ ۴۹۴)

پھر الہام ہے یُسَبِّحُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ۔ آسمانوں اور زمین کی سب مخلوق اس کی تسبیح کرتی ہے۔ کون ہے جو اس کے اذن کے بغیر اس کے حضور شفاعت کرے۔ (تذکرہ صفحہ ۴۹۵)

"سَبَّحَکَ اللّٰہُ وَافَاکَ وَ عَلَّمَکَ مَالَمْ تَعْلَمْ". خدا نے ہر ایک عیب سے تجھے پاک کیا اور تجھ سے موافقت کی اور وہ معارف تجھے سکھلائے جن کا تجھے علم نہ تھا۔" (تذکرہ۔ صفحہ 651)۔ یہ ۱۹۰٦ء کا الہام ہے۔

پھر ۱۹۰٦ء ہی کا ایک اور الہام ہے "سُبْحَانَ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَ تَعَالیٰ زَادَ مَجْدَکَ. یَنْقَطِعُ اٰبَآءُ کَ وَیُبْدَءُ مِنْکَ. وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَتْرُکَکَ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ۔" کہ خدائے پاک بڑا برکتوں والا اور بڑا بزرگ ہے۔ وہ تیری بزرگی کو زیادہ کرے گا۔ تیرے باپ دادوں کا ذکر منقطع ہو جائے گا اور تیرے بعد سلسلہ خاندان کا تجھ سے شروع ہوگا۔ اور خدا ایسا نہیں کہ تجھ کو چھوڑ دے جب تک کہ پاک اور پلید میں فرق کرکے نہ دکھلادے"۔ (تذکرہ صفحہ ٦۳۲۔٦۳۳)

پھر ۱۹۰۸ء کا یہ الہام ہے۔ اس سلسلہ میں آخری الہام ہے ۱۹۰۸ء کا اس کے بعد آپ کا وصال ہو جاتاہے، مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیاہے کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ بہت پڑھنا چاہئے"۔ یہ کثرت کے ساتھ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ پڑھنا چاہئے اور یہ ہر احمدی کو اپنے اوپر فرض کرلینا چاہئے کہ ہر تہجد کی نماز میں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ پڑھنا چاہئے۔ پاک ہے اللہ وَبِحَمْدِہٖ صرف پاک ہی نہیں بلکہ اپنی حمد بھی ساتھ رکھتاہے اس لئے عظمت وہی ہے کہ پاک بھی ہو اور اس کے ساتھ حمد سے بھی لبریز ہو۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کے ساتھ یہ الہامی دعا بھی سکھائی گئی تھی کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کہ اے اللہ تو پاک ہے اور اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے۔ تو عظمت والا ہے۔ پس رکوع میں جب ہم کہتے ہیں کہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ تو اس کی تشریح ہو گئی ہے کہ عظمت کہتے کس کو ہیں اور پھر ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اور دوسری دفعہ وَّاٰلِ نہیں بلکہ وَّاٰلِ مُحَمَّد، رسول اللہ ﷺ کو اور آل کو ایک ہی جگہ بیان فرمادیاہے۔ پس یہ دعا جن کو یاد ہو یا یاد ہو سکے وہ اس کو بھی باقاعدہ تہجد میں اپنے لئے ایک ورد کے طور پر پڑھا کریں۔